استاد العلماء مخدوم محمد معین ٹھٹوی
مترجم: ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی

ترجمہ مطارحات التحقیق فی برہان التطبیق

برھان التطبیق کے سلسلے میں تحقیقی مناظرات

چوتھی قسط

اور یہ اسی استاد جلیل اور حبر عظیم (علامہ صدر الدین شیرازی) کی طرف سے اجمال تعریف ہے۔ جس کی تیرے لیے برہان سے تفصیل بیش اور علم محیط ہے پوروں کی عقد کے ساتھ اس شیخ سے اور اس کے استاد سابق ماہروں سے سب سے اچھے لاحق ہونے والے سید محمد باقر جو کہ میر باقر داماد رحمہ اللہ سے مشہور ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ دونوں (استاد اور تلمیذ) زمانہ کے لحاظ سے متاخر ہیں ان لوگوں سے جن کی اکثریت نے اس برہان تسلسل میں کلام کیا ہے اور ان دونوں کی اطلاع خلاف یہ ہے جو کہ اس کے مادہ جریان میں واقع ہے علاوہ یہ کہ یہ برہان صرف ان موجودات میں جاری ہوگا جو کہ وجود میں مجتمع ہیں اور ان کے درمیان ترتب بھی پایا جاتا ہے بلکہ انھوں نے اسکا ہر برہان میں حکم کیا ہے جس کو تسلسل کے ابطال میں قائم کیا گیا ہے اور وہ جس کی وجہ سے یہ دونوں استاد اور تلمیذ خصائص تحقیقات میں منفرد ہوئے ہیں یہ ہے کہ یہ دونوں معلولات متنازلہ کے سلسلے میں امتناع لاتناہی کا عقیدہ نہیں رکھتے اور انھوں نے اس امتناع کے نہ ہونے کی بنیاد صرف اس پر رکھی ہے کہ منشاء امتناع لاتناہی کی صرف ترتب اور اجتماع کی وصف ہے اور ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ یہ جہت تنازل نہیں پایا جاتا۔

ہم اسفار سے ایک تبصرہ لاتے ہیں۔ جو کہ اس جوہرۃ ثمینہ (گراں بہا موتی) کے

لیے منعقد کیا گیا ہے

علامہ صدرالدین شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے علت ، معلول کے پانچویں مرحلہ میں "فصل ابطال الدور والتسلسل فی العلل والمعلولات" کے آخر میں فرمایا ہے :

تبصرہ جان لو کہ سب براہین جو کہ سلسلہ مرتبہ کے لاتناہی کے امتناع پر قائم ہوتے ہیں وہ سب تصاعد اور علیت کی جہت میں ہیں۔ تنازل اور معلولیت میں نہیں ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ لاتناہی کے فرض کرنے پر سلسلہ تصاعد میں عقل کی نظر میں کوئی ایسی علت تعین کے ساتھ موجود نہ ہوگی مگر وہ اولا موجود ہوگی پھر اس کی طرف سے سارے کا سارا سلسلہ مرتبہ وجود میں داخل ہوگا اور وہی امتناع کے حکم کا منشا ہے اور سلسلہ تنازل میں اس کے خلاف پایا جاتا ہے اور علامہ نے جو ذکر کیا ہے وہ ماضی کے تمام براہین میں جاری ہوتا ہے یہاں تک کہ حیثیات، تصائف اور ان دونوں کے غیر میں بھی جاری ہوگا ۔ یہ اس لیے ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں استمالت کے حکم کا معیار ان میں سے ہر ایک میں دو شرط ترتب اور اجتماع کا وجود بالفعل میں لانہایت کی جہت میں ساتھ ہونا ضروری ہے پھر فرق کا معیار جیسا کہ پہلے اس کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے یہ ہے کہ شئ کی علل مرتبہ اعیان کی ظرف میں اس کے ساتھ موجود ہوتی ہیں اور ان کا اس پر تقدم عقلی اعتبار سے ہے تو پھر تصاعد کی صورت میں علل مرتبہ غیر متناہیہ فرض کے طور پر موجود ہوں گی ۔ ذات معلول کے مرتبہ میں لیکن تنازل کی صورت میں معلولات مترتبہ ذاتِ علت کے مرتبے میں ثابت نہ ہوگی کیونکہ معلول کے لیے وجود خاصی ناقص المعلول ذات علت کے مرتبے میں اس کے وجود خاص کامل اور بلند کے ساتھ صحیح نہیں ہے اور علت کا معاملہ اس سے مختلف ہے کیونکہ علت کا وجود مرتبے ہویت معلول میں واجب اور محیط ہوتا ہے ۔ پس مذکورہ تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہوا کہ عقلی مراتب میں سے کسی مرتبہ میں ترتیب اور اجتماع کی وصف وہ صرف سلسلہ مفروضہ میں تصاعد اور ترقی کی جہت میں ثابت ہوتی ہے ۔ اس کے خلاف کی جہت میں ثابت نہیں ہوتی اور وہ ہے سلسلے کی تنازل اور تسافل کی جہت ، تب

اِس جہت میں اس سلسلے کے انقطاع پر براہین قائم ہیں، اس جہت میں انقطاع کے اثبات پر دلائل نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ یہ ہیں جس کا افادہ ہمارے شیخ سید کے دام ظلہ العالی نے دیا ہے۔ اھ

علت کا معلول کے مرتبہ ذات اور ہویت میں موجود ہونا اس کے عکس کے سوا اس شخص پر مخفی نہیں ہے۔ جس کا یہ اعتقاد ہو بلکہ ذوق ہو کہ معلول اپنی حقیقت میں علت کے شیونات میں سے ایک شان ہے اور اس کے وجوہ میں سے ایک وجہ اور اس کے حیثیات میں سے ایک حیثیت ہے اور یہاں وہم کے پیدا ہونے کی جگہ ہے اور بسا اوقات اس شخص کے لیے پیدا ہوتا ہے جو اپنے کلام میں قاصر ہوتا ہے اور وہ شخص اس طرح وہم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے تسلیم کیا کہ معلولات کا جو نازل سلسلہ ہے اس میں معلولات کی ذوات سے اجتماع فی الوجود کی وصف ناپید ہوگئی علت کے مرتبہ ذات میں لیکن اس جہت نازلہ میں تطبیق کے جریان سے کوئی مانع نہیں ہے اس حیثیت سے کہ یہ کسی اعتبار اور عقل کے عمل کی طرف محتاج نہیں جس کے بطلان پر تمھاری طرف سے پہلے دلیل قائم ہوا ہے پھر تمھارا برھان جو اس سلسلہ میں جاری ہے یا تو وہ مطلوب کو ثابت کرے گا اور وہ ہے بطلان لاتناہی معلولات کا جیسا کہ علل لاتناہی صاعدہ (چڑھنے والے) میں ہوتی ہے یا یہ دلیل مختلف (پیچھے رہنے والا) ہوگا حالانکہ وہ برہان تمھارے پاس صحیح تھا۔ اس پر یہ تخلف جائز نہیں ہے پھر جس کو آپ نے برہان سے ثابت کیا تھا اس کے یہ خلاف ثابت ہوا۔

ہم اس کے قطع اور توڑنے کے متعلق کہیں گے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ موجودات جو کہ سلسلہ نازلہ میں فرض کیے جاتے ہیں وہ ایسے موجودات ہیں کہ عقل ان کے وجود کے اعتبار کی طرف محتاج نہیں ہیں۔ ان موجودات کے متعلق ہم سوال کریں گے کہ ان کو اپنے ذوات معلولہ لیا ہے یا وہ علل ہیں دونوں شقوں پر ان میں برہان تطبیق جاری نہیں ہوگا بلکہ دوسرے براہین جو کہ لاتناہی کے بطلان پر قائم ہوتے ہیں وہ بھی مطلقاً جاری نہیں ہوں گے۔ پہلی شق پر اس لیے کہ یہ موجودات ماخوذہ اگرچہ

معلولیت کے لحاظ سے مرتبہ ہیں لیکن وہ اُس مرتبہ میں موجود نہیں ہیں اس لیے اسی کو صدر محقق (شیرازی) نے بیان کیا ہے تو پھر اس میں استحالت کے معیار کا ایک رکن فوت ہوگیا پھر جریان برہان کے دو شرطوں میں سے ایک شرط بھی فوت ہوگئی اور وہ ہے وجود مجتمع کی وصف لیکن دوسری شق پر اس لیے کہ یہ علل معکوسہ ہیں تو پھر اگر وہ اگرچہ خارج میں مجتمع فی الوجود ہیں لیکن تعاکس میں مرتب فی الوجود نہیں ہیں جیسا کہ مخفی نہیں ہے تو اس میں استحالت کے معیار کے دو رکنوں میں ایک رکن فوت ہوگیا۔ اور وہ ہے ترتیب کی وصف، اس کو سمجھا جائے اور جب تو نے اس معیار کو پہچانا تو اپنے حصول کی جیب سے کھوٹے انکار نقد کو پھینک دے جو ناقص عیاری ہیں اور جب دونوں وصفوں کے شرط بنانے کے وجوب میں امر واضح ہوگیا تو ہم علامہ سے بالمشافہ باز پرس کریں جو انھوں نے برہان تطبیق کے جریان میں ترتب کی وصف کو ہدر بنانے میں کلام کیا ہے۔ اس کے بعد کہ ہم نے آمنا سامنا کیا ہے اجتماع کی وصف کو ان کی طرف سے باطل کرتے ہیں۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ علامہ کا یہ کہنا کہ اگر اجمالی تطبیق کفایت کرتی ہے تو وہ غیر مرتبہ میں بھی کفایت کرتی ہے اس طرح کی عقل یہ ملاحظہ کرے کہ ہر ایک اس جملے سے اس کے مقابلے میں دوسرے جملے سے ایک مقابلے میں ہوگا یا نہیں ہوگا پہلی صورت میں مساوات لازم ہوگی اور دوسری صورت میں انقطاع لازم آئے گا اور اگر اجمالی تطبیق نہ ہوگی تو صورت ترتب میں نہ ہوگی کیونکہ عقل کے لیے یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ ہر ایک کا مفصل ملاحظہ کرے اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ اجمال یہاں پہلے سے کم درجہ کا ہے یہ بلا دلیل کے حکم ہے اھ۔

اس طرح کہنے سے اس جیسے انسان سے ہر وہ شخص تعجب کرے گا جو گزرے ہوئے جہاں پر وقوف رکھتا ہے دونوں وصفیت شرط ہیں اور غیر مرتبہ اور مرتبہ دونوں کے اجمالوں میں واضح فرق ہے۔

جاننا چاہیے کہ تحکم کا حکم کرنا ایک قیاس فاسد پر مبنی ہے مع فارق کے موجود

ہونے کے جو اس جیسے بزرگ اذکیاء پر رواج دیتا ہے۔ اس فضا کا تصور ہے۔ پاکی ہے تیرے لیے ہمارے لیے علم ہے جتنا تو نے دیا ہے پھر تجھے تلاش در تلاش کرنی چاہیئے یہاں تک کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ امور غیر متناہیہ مطلقاً ترتب کو لازم کرتے ہیں چاہے ان کے آحاد میں ترتب ہو یا نہ ہو اور اس کی بناء اس دعویٰ پر ہے کہ عدد ان اعداد سے مرکب ہے جو ان کے ماتحت ہوتے ہیں تو اس سے مجموعات حاصل ہوتے ہیں جو ان کا بعض دوسرے بعض کا جزء ہوتا ہے اور یہ ترتب کو لازم کرتا ہے تو پھر برہان تطبیق ان اشیاء میں جاری ہوگا جن میں ترتب نہیں ہے۔ جیسے نفوس ناطقہ حکیم کے ہاں کیونکہ یہ غیر متناہی اعداد ہیں ان کو عددیت کے لحاظ سے ترتب لازم ہے پس اگر برہان تطبیق کے جریان کی شرط ترتب ہے تو وہ غیر متناہی میں پائی جائے گی اس لحاظ سے کو وہ عدد ہے کیونکہ کل جزء پر موقوف ہوتا ہے جیسا کہ معلول علت پر ظاہر موقوف ہوتا ہے۔ یہ حاصل ہے اس عبارت کا جس کو واضح عبارت سے ذکر کیا گیا ہے اور عجیب کہ اس نے اس میں معلم اول کی مخالفت کی ہے جس طرح ان سے مشہور ہے کہ عدد وحدات سے مرکب ہوتا ہے اعداد سے نہیں ہوتا جو یہ اوّل ہیں اس پر اس نے اعتراض کیا ہے اس نے کہا اور اس کی واضح تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ارسطا طالیس نے عدد کی ترکیب وحدات سے بیان کی ہے۔ یہ بات تب چل سکتی ہے جب ہر ایک عدد کے لیے وحدات سے ترکب کی صورت میں ایک صورت نوعیہ ہو جو کہ ترکیب سے پیدا ہوئی ہو۔ نفس وحدات سے مغایر ہو لیکن جب نفس وحدات ہوں گی تو عدد کا ترکب نفس وحدات ہوں گی تو عدد کا ترکب نفس وحدات سے تصور میں ہی نہیں آسکتا اور واقع خلوص آحاد کا ہے۔ بلا کسی صورت نوعیہ کے جو اس کو لاحق ہو اور ہر مرتبہ اعداد کا ایک دوسرا نوع ہوگا جو باقی مراتب سے خصوصیت مادہ کے لحاظ سے تمیز پاتا ہوگا اس کے مواد کے لیے کوئی صورت مغائرہ نہیں ہوں گی اور یہ کم منفصلہ کے خواص میں سے ہوگا اھ۔

ہم کہیں گے کہ حقیقت عددیہ مطلق ہے وہ اپنے انواع میں سے کسی نوع کے ساتھ مقید نہیں اور یہ ان کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے۔ یہ وحدات ہیں جو ایک کو دو بار یا کئی بار تکرار سے حاصل ہوتی ہیں۔ کیونکہ کثرت کی ذات ہی وحدت کا عین ہے اور محققین

کے مطابق مجموعات اور انواع حقیقت عدد مع تشخص سے عبارت ہیں تو وہ وحدات مخصوصہ ہوں گی جن میں سے بعض دوسرے سے متمیز ہے پھر جب حقیقت یہ رہی اور انواع حقیقت مع الخصوصیات ہیں تو پھر یہ حکم لگانا کہ انواع کثیرہ فوقانیہ، تحتانیہ سے مرکب ہیں۔ یہ حکم بلا دلیل ہے جس کو تحکم کہا جاتا ہے اور یہ جاعل کی طرف سے ایک ایسی جعل ہے جو اصل وجود اور طبیعت کی اقتضا سے اس کے لیے کوئی آیت اور علامت نہیں ہے اور یہ بھی ہے کہ اقل انواع اور مجموعات میں جو دو ہیں یہ ضروری ہے کہ وہ ایک سے دوبار مرکب ہو۔ تو پھر مدعی کے لیے اس پر کہاں سے دلیل آئے گی کہ تین دو سے مرکب ہیں ایک کو تین بار تکرار سے نہیں بناتا کہ یہ اس کو ایک حقیقت میں تسقین کے تعدد کی طرف محتاج بنائے اور یہ بھی ہے کہ اس کا ترک مثلاً چار، چھ سے آٹھ اور دو سے مرکب ہونے سے اولی نہیں ہے۔ اور نہ ہی دوسرے اعداد سے جو کہ دس کے اندر ہیں تو پھر یا تو ان سب سے مرکب ہونے سے کہا جائے گا تو پھر لازم آئے گا کہ اس کے لیے اجزائے ایک دوسرے کے مغائر اور مخالف ہوں پھر ایک شئے کی تمام ماہیت متعدد ہوگی اور وہ محال ہے یا ان اجزاء سے ترک کی نفی کی جائے۔ جب پہلا احتمال باطل ہوا تو دوسرا متعین ہوا اور اخیر ابطال کو علامہ نے معلم کے مذہب کے لیے بطور دلیل ذکر کیا ہے اور پھر اس پر کوئی تعرض نہیں کیا اور یہ ایسا ہے کہ جب اس میں نظر کی جائے تو وہ اس میں اصل کے عدم کے لیے مظہر ہوگا وجودی ہو یا طبعی، اور یہ اس ترکیب کے قائل ہونے پر مجبور کرے گا۔ بخلاف وحدات کی ترکیب سے کیونکہ وہاں عقل کا حکم بدیہی ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں ہے تو پھر دعویٰ کا بطلان ظاہر ہوا کہ امور غیر متناہی مطلقاً ترتب کو لازم کرتے ہیں۔

اس کا یہ قول عدد کی ترکیب وحدات سے جاتا ہے اس قول تک جو اس کے مجمل کلام کی ایضاح میں کہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آحاد صورت نوعیہ کے سوا خالص سے ہیں۔ ہم کہیں گے کہ اگر اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ یہ محض وحدات ہیں اس پر کوئی اعتبار نہیں ہے تو باطل ہے۔ کیونکہ قطعی طور پر یہ جانتے ہیں کہ خواص اور لوازم کا اختلاف دونوں مجموں میں جیسا کہ چھ بلکہ ایک اور دو میں اس کے لیے وحدات مخصوصہ میں ان کے تمحض پر کسی زائد کا ہونا ضروری ہے اور اگر

ان کا ارادہ یہ ہے کہ یہ محض وحدات ہیں۔ اس میں کسی وجودی امر کا اعتبار نہیں ہے تو مسلم ہے لیکن اس کی نفی نوعیت کے نفی کو لازم نہیں کرتی اور نہ ہی وحدات کے تحقق اور خلوص کو مطلقاً نفی کرتی ہے اور اعداد میں مبداء وہی صورت نوعیہ ہے۔ آثار مختلفہ نوعیہ کے مبدأ ہونے میں اور اس کی یقینی طور پر وضاحت یہ ہے کہ چھ مثلاً مجرد آحاد نہیں ہیں جن کو چھ کی صفت ضابط اور لاحق ہو۔ اسی طرح سات ہونا مجرد آحاد نہیں کہ جس کو سات ہونے کی صفت ضابط اور لاحق نہ ہوئی ہو۔ حاصل کلام یہ کہ آحاد کے ساتھ کوئی دوسری چیز بھی معتبر ہوگی اور وہ ہے اس کی کسی حد اور قدر معین پر ہونا اور یہاں صورت سے مراد وہی خصوصیت ہے اور اس سے ظاہر ہوا پورا ظہور جس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تحقیق اس کا قول اس وقت اعداد کا ہر مرتبہ اس قول تک مواد سے کسی مغایہ صورت سے نہیں ہے۔ یہ قول مطلقاً باطل ہوگا اور یہ اس لیے ہے کہ اس سے اگر خصوصیت مادہ سے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ ممیز ہے باقی سے صرف آحاد سے مرکب ہونے کی وجہ سے اس میں کسی زائد وصف کا ملاحظہ نہ ہوگا تو وہ منشاء تمیز کی نہیں ہے کیونکہ خالص ایسا ترکب ہر عدد میں پایا جاتا ہے اور اگر اس سے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ ممیز ہے باقی سے مادہ مختلفہ کے واسطے سے اس خصوصیت کے ساتھ جو اس کے غیر میں پائی نہیں جاتی اور صفت ہے چھ ہونے یا سات ہونے کی مثلاً اور یہ ہے اس کا آحاد میں سے کسی مبلغ معین پر اس کا ہونا تو یہ صورت نوعیہ ہے اور وہ ہے کسم منفصلہ کے خواص میں سے ہے تو پھر خصوصیت مادہ کے اثبات کے بعد صورت کی نفی کے کوئی معنی نہیں ہے۔ جیساکہ تم معلوم کر چکے ہو اس معنی سے یہ اس کا عین ہے۔

شیخ الرئیس رحمہ اللہ نے شفا میں کہا ہے یہ عجب نہیں ہے کہ شے اس لحاظ سے ایک ہو کہ اس کے لیے ایک صورت ہے جیسے دسویں یا تیسری اور اس کے لیے دسویں کے لحاظ سے کثرت ہے جس کے لیے خواص ہیں۔ جو دس کے لیے تھے لیکن اس کی کثرت اس کے لیے خواص نہیں ہیں جو کثرت کے لیے تھے جو کہ وحدت کے بالمقابل ہے اھ۔ تو شیخ تحقیق نص کر چکے ہیں۔ اس پر کہ عشریت (دس ہونا) اور ثلاثیت (تین ہونا) یہ کم مفصل میں صورت نوعیہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور اس پر وہ جو شرح مواقف میں آیا ہے کہ دس مثلاً اس کو

اعدا اس کا کثرت میں ہونے میں شریک ہوتا ہے اور اس سے ممتاز ہوتا ہے اس کے کثرت مخصوصہ ہونے کی خصوصیت کے ساتھ اور یہ اس لوازم کا مبدا ہے اور یہ بھی ہے کہ جب ہر مرتبہ دوسرے نوع سے ممتاز نوع ہوتا ہے اگرچہ مادہ سے جیسا کہ انھوں نے کہا تو پھر ایک نوع کا دوسرے نوع کے لیے جز ہونا باطل ہوگیا کیونکہ انواع حقیقیہ میں بعض کا دوسرے بعض کے لیے جز ہونا ممتنع ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے تو اس سے ظاہر ہوا کہ دو کو مثلاً تین کے لیے جز نہ کہا جائے گا۔

اس کا یہ کہنا! اور یہ ظاہر ہے کہ ایک ایک جز ہوتا ہے ایک ایک کے لیے، ہم کہیں گے کہ اس سے آپ کی اگر یہ مراد ہے کہ ایک ایک مطلقاً اس کے سوا کہ اس کو مقید دونوں پر عدم زیادتی یا نقصان سے نہ کیا جائے۔ اس کو ایک ایک کا جز کہا جائے تو یہ بات مسلم ہے لیکن اس اعتبار کے اخلاق سے یہ عدد کا مرتبہ نہ ہوگا تاکہ لازم ہو یہ مرتبہ اثنینیت کا مرتبہ ثلاثیتہ کے لیے جز ہے کیونکہ واحد معتبر دو مرتبہ دو کا جز نہیں ہوتا مگر جب اس کو عدم زیادتی کا اور نقصان سے مقید نہ کیا جائے تاکہ وہ تین کا مغائر ہو اور ایک بھی مغائر ہو جو کہ دوبارہ معتبر نہ ہو اور اگر تیرا ارادہ یہ ہے کہ ایک ایک فقط کہ ان دونوں پر کہ جز زائد ہے ناقص الخ تو پھر اس کا ایک کے لیے جز ہونے کو تسلیم نہیں کریں گے۔ کیونکہ دونوں پر عدم زیادتی کے مقید کو دونوں پر زیادتی کے مقید کو جز جو کہ تین ہے جز کہنا ممتنع ہے اور یہ ظاہر ہے جس میں کوئی خفاء نہیں ہے۔

پھر تحقیق علامہ نے بعد تدقیق فرمائی ہے۔ امور غیر متناہیہ کے ترتب میں دوسرے وجہ کے ساتھ اس کو تسلیم کرنے کے بعد کہ کوئی عدد اپنے ماتحت اعداد سے مرکب نہیں ہوتا جیسا کہ معلم اول نے کہا ہے پھر کہا اور ہم اس کو بسیط اور اس سے واضح کلام کے ساتھ یہاں لاتے ہیں۔ پھر عدم ترکیب عدد کا اپنے ماتحت کے اعداد سے اس کو منافی نہیں ہے کہ عدد کا معروض ان اعداد کے معروض سے مرکب ہو کیونکہ عدد عارض اور معدود معروض ہے۔

تو اگر کسی شئ کا عارض دوسری شئ کے عارض کا جز نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شئ بھی اس دوسری شئ کا جز نہ ہو پھر اثنینیت (دو کا ہونا) اور یہ خود عدد ہے اگر ثلاثیتہ کے جو وہ بھی عدد ہے اگر جز نہیں ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دو

جو اثنینیت کا معدود ہے وہ بھی تین جو ثلاثیت کے لیے معدود ہے اس کا بھی جزو نہ ہو بلکہ ہم دعوی کرتے ہیں کہ اقل معدود ین اکثر معدود ین کا بالضرورۃ جز ہوتا ہے کیونکہ ہم بداہت کے ساتھ جانتے ہیں کہ زید اور عمرو، زید عمرو اور خالد کے لیے جز ہیں کیونکہ مجموع زید وعمرو معروض اس ہیئت اجتماعیہ کا مغائر ہے مجموع زید وعمرو اور خالد کا یعنی معروض اس ہیئت اجتماعیہ ثلاثیہ کا تو پھر پہلا معروض دوسرے معروض کا عین نہ ہوگا کیونکہ مغائرت عینیت کو منع کرتی ہے اور یہ قطعاً ہمیں معلوم ہے کہ پہلا دوسرے سے خارج نہیں ہے ۔کیونکہ ثلاثیت کا معدود جو تین ہے وہ اثنینیت کے معدود دو پر مشتمل ہے اور جو چیز کسی شئ سے خارج نہیں ہے لیکن اس کا مغایر ہے وہ عین کے لحاظ سے مغایر ہے اور اس شی کا جزی ہوتی ہے تب یہ معروضات اور معدودات ...ی طور پر ایک دوسرے پر مترتب ہوں گے اور غیر متناہی چیزیں جو کہ وجود میں ایک ساتھ ہیں جن کو تم نے فرض کیا غیر مرتب جب وہ عدد کے لیے معدودات اور معروضات ہیں وہ نفس الامر میں مرتب ہیں ان میں برہان تطبیق جاری ہوگا اس شرط پر جو تم نے مقرر کیا ہے کہ اس میں مجری کا وجود ہوتا ہے اور اس کا ترتب بھی ہوتا ہے تو اس کا بطلان ظہور قلت سے قطعی ہوگا ۔ پورا ہوا اس کا حاصل تحریر میں ایسے بسط اور ایضاح کے ساتھ جو اس سے اکثر اس کے کلام میں پایا نہیں جاتا ۔

ہم نے کہا اور اللہ سبحانہ سے ہر وقت مدد مانگتے ہیں: اس کا یہ کہنا کہ ایک شئ کے عارض کا دوسری شئ کے عارض کے لیے جز نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہو ۔ الخ اس میں عدم لزوم مذکور کی کلیت کو ہم نہیں مانتے کیونکہ اس لزوم کا اس عرض خاص میں جو عدد ہے واجب ہونا ثابت ہے کیونکہ جزئیت مجموع زید اور عمرو کی جو معروض ہے ہیئت کے لیے جو معروض ہے ہیئت اثنینیۃ کے لیے مجموع زید، عمرو اور خالد کے لیے جو معروض ہے تین ہونے کی ہیئت کے لیے اور یہ وہ ہے جس کی بداہت کی دعوی کی جاتی ہے کیونکہ دلیل کا اس پر موقوف ہونا وہ دونوں مجموعوں کے درمیان ارتباط کے لیے نہیں ہے جس کو ضروری طور پر دو چیزوں کے درمیان

کلیت اور جزئیت کی وصف تقاضا کرتی ہے سوا اس کے کہ دونوں ان دو عددوں کے لیے معروض ہیں پس اگر ان دو عددوں کے درمیان کلیت اور جزئیت کی بالذات نسبت ہے اس طرح کہ عدد اکثر اور وہ ہے ثلاثیت (تین ہونا) مرکب ہے اقل سے اور وہ ہے دو ہونا اور ایک سے یہ نسبت معدودیت پر بالعرض عارض ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہو تو ایک مجموعہ کا دوسرے کے لیے جز ہونے کے کوئی معنی نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں کے درمیان ربط مفقود ہے اور اس کا ہونا ہر کل اور اس کے جز کے درمیان کس وجہ سے ضروری ہے تو پھر عدد کا اعداد کا سے مرکب نہ ہونا اور وہ اس کلام میں تیرا تسلیم شدہ ہے لا محالہ معروض عدد کا ترکب اعداد کے معروض سے منافی ہے کیا تو اپنے کو نہیں دیکھتا بالبداہت یہ دعوی کرتا ہے کہ اقل معدود اکثر کا جز ہوتا ہے تو دونوں میں اس جزئیت اور کلیت کی راز اور علمیت وہ اقلیت اور اکثریت ہی ہے اور وہ دونوں اعداد میں کم منفصل ہیں۔ یہ عدد عارضی کی عین حقیقت ہے پھر ارتباط جس پر کلیت اور جزئیت کی وصف اعتماد رکھتی ہے وہ اقلیت اور اکثر سے پیدا ہوئی ہے ذات اقل اور اکثر سے نہیں ہوئی پھر جب تم نے تسلیم کیا کہ اقلیت اکثریت کا جز نہیں ہے اور یہ تمہارے اسی تسلیم کا عین ہے کہ عدد اس اعداد سے مرکب نہیں ہے جو اس کے نیچے ہیں تو اقل جو اقلیت کا معروض ہے وہ اکثریت کا جز نہ ہوگا اور یہ بعینہ بطلان ہے معروض عدد کے ترک کا ان اعداد کے معروض سے تو پھر جس طرح ترتب عدد عارض میں باطل ہوگا تو عدد معروض میں بھی باطل ہوگا اور یہی مطلوب ہے اس کو لے لو۔

اور ہم یہ بھی کہیں گے کہ تیرا یہ قول کہ پہلا معروض ثانی معروض سے خارج نہیں ہے اس سے معروض اول سے تیری مراد مجموع زید وعمرو ہو۔ جو کہ معروض ہے واقع میں اثنینیت کی ہیئت کے لیے ساتھ اس کے دونوں کے لیے جو ہیئت حاصلہ ہے اس کا ملاحظہ عدم زیادۃ اور نقصان میں نہ کیا جائے پھر تیرا یہ قول کہ پہلا معروض معروض ثانی سے خارج نہیں ہے تو یہ جز مسلم ہوگا لیکن پہلا معروض

اس وقت اعداد کے مراتب میں سے کسی بھی مرتبہ کے لیے مروض نہ ہوگا کیونکہ اثنینیت کا مرتبہ میں یہ شرط ہے کہ دو عدد کو اس پر زائد یا ناقص عدد سے مجرد فرض کیا جائے اور یہ فرض کیا جائے کہ پہلا معروض اعداد کے ایک مرتبہ کے لیے معروض ہے اور اگر تیرا اس سے ارادہ ہے ساتھ ملاحظہ اس ہیئت کے زائد اور ناقص عدد سے تجرد کے قید میں تو پھر تیرے قول کی یہ تفریع باطل ہوگی۔ کہ وہ اس کا جز ہوگا۔ کیونکہ پہلا معروض مقید تجرد مذکور کے قید سے وہ دوسرے معروض کا جز نہیں ہو سکتا جس میں پہلا معروض اس میں زیادتی سے مخلوط ہوا ور نہ اس سے مجرد ہوا اور یہ تو دو نقیضوں کے درمیان جمع ہے اور وہ محال ہے اور جس کو ہم نے منع کیا ہے اس کے تسلیم کرنے پر یہاں بحث کرنے کے لیے بھی گنجائش ہے لیکن طوالت ملول کرنے کی حد کو پہنچی ہے تو ہم کو ناظر کی ملالت کا خوف ہے کیونکہ اس مقام کے حل میں تغلل رسالہ کے قدر سے تجاوز کر گیا ہے تو ہم نقوض کے ذکر اور بیان میں شروع ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس سفر میں مہتم بالشان ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: شذرات علمیہ

تشنگی کا تمام سر و سامان فراہم کر دیا گیا ہے۔

یہ نمبر حضرت مہتمم صاحب کی نگرانی میں مدرسہ کے جواں سال و صاحب ذوق مدرس مولوی محمد سلیمان منصور پوری کی کاوش و محنت شاقہ کا نتیجہ اور عزیز موصوف کی ایک یادگار علمی خدمت ہے۔